سورة النّجم

Chapter 53

Star, a dependable guide for directions

آیات 62

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ①

1-اپنے مقام کی جانب بڑھتا ہوا ستارا ہر وقت اپنی ثابت قدمی کا اٹل گواہ ہے۔

(نــــوٹ: اِس آیت 53/1 کی ترجمانی یوں ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وحی کی جس رہنمائی کی طرف انہیں دعوت دی جا رہی ہے، وہ کس حد تک قابلِ اعتماد ہے؟ وہ سفرِ زندگی میں کہیں دھوکہ تو نہیں دے جائے گی؟ وہ غلط راستے پر تو نہیں ڈال دے گی؟ وہ کسی مقام پر جا کر ساتھ تو نہیں چھوڑ دے گی؟ لیکن اگر تم غور کرو اور سوچو؟ کہ جب تم راتوں کو صحرا میں سفر کرتے ہو، جہاں کوئی نشاناتِ راہ نہیں ہوتے، تو تم اپنی رہنمائی کہاں سے حاصل کرتے ہو؟ تم ستاروں کو دیکھ کر اپنا رخ متعین کرتے ہو۔تم بتاؤ کہ ان کی رہنمائی کے متعلق تمہارا تجربہ کیا ہے؟ کیا ان کی رہنمائی قابلِ اعتماد ہے یا یہ اپنی روش بدل کر دھوکہ دے دیتے ہیں؟ کیا یہ مستقلاً تمہاری رہبری کرتے ہیں یا کبھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں؟ تمہارا جو جواب ستاروں کے متعلق ہے وہی جواب وحی کی رہنمائی کے متعلق سمجھ لو۔ اس لئے کہ اس رسولؐ کو وحی بھی وہیں سے ملتی ہے جہاں سے ستاروں کو اپنی اٹل راہوں پر چلتے رہنے کا حکم ملا ہے، 56/75۔ لہٰذا، ستارہ جو ایک خاص مقام سے خاص راستہ طے کر کے، ایک خاص مقام کی طرف جا رہا ہے پھر بھی وہ قابل اعتماد اٹل راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس حقیقت پر گواہی دے رہا ہے کہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی سچ اور اٹل ہے)۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ②

2-(لہٰذا، اے نوعِ انسان) تمہارا یہ رفیق (یعنی محمدؐ، جسے تمہاری رہنمائی کے لئے مامور کیا گیا ہے) نہ تو راستے کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے اور نہ ہی راستہ پا جانے کے بعد بھٹک گیا ہے، (اسے اپنی منزل کا بھی علم ہے اور اس کی طرف لے جانے والے راستہ کا بھی پتا ہے)۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③

3-اور (وہ تمہیں جو جو آگاہی دے رہا ہے اس کے لئے) وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④

4-وہ صرف اس وحی (کو بیان کرتا) ہے جو (اسے اللہ کی طرف سے) وحی ہوتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰىۙ ۝۵

5-یہ علمِ (وحی) اسے (اس اللہ کی طرف سے ملا ہے) جو بڑی قوتوں کا مالک ہے۔

ذُوۡ مِرَّةٍؕ فَاسۡتَوٰىۙ ۝۶

6-لہٰذا (اس وحی کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے اللہ نے اس کی) ذات میں شاندار قوت وحکمت (ذومیرہ) کو پورے پورے توازن کے ساتھ انتہائی نشو ونما تک پہنچا دیا (استوی)۔

وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰىؕ ۝۷

7-اور (اس کے ساتھ ہی) وہ (وحی کی رُو سے علم کی) ایسی بلند انتہا پر جا پہنچا (جہاں عقلِ انسانی کی رسائی ناممکن ہے)۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰىۙ ۝۸

8-(وہاں پہنچ کر) پھر وہ (کائنات کے حقائق سے) قریب تر ہوا اور پھر وہ (اللہ کے احکام) میں ڈوب کر اس قدر قریب ہوگیا (تدلی) (کہ اس کا ہر عمل اللہ کی رضا بن گیا)۔

فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰىۚ ۝۹

9-چنانچہ (اللہ کے احکام وقوانین سے اس درجہ ہم آہنگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اللہ کا مقرب بن گیا، 8/17۔ اور جس طرح تم باہمی رفاقت اور معاہدہ کی پختگی کے لئے) دو کمانوں کو اس طرح ملاتے ہو کہ وہ ایک ہی قاب (یعنی ایک ہی کمان کے دستے والی دکھائی دیتی ہیں) یا ذرا سی کم (ایک جیسی دکھائی دیتی ہیں، پھر دونوں مل کر اکٹھا تیر چلاتے ہو۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ رسولؐ کے عہدِ رفاقت کی یہی مثال ہے۔ بلکہ اس کی رفاقت اس سے بھی زیادہ محکم اور گہری ہوتی ہے)۔

(نوٹ: ایامِ جاہلیت میں عربوں کا قاعدہ تھا کہ جب وہ ایک دوسرے سے اٹل عہد باندھتے تو دو کمانیں لیتے۔ ایک کو دوسری کے ساتھ ملا دیتے اور اس طرح ان دونوں کا قاب یعنی کمان کا درمیانی حصہ (دستہ) ایک کر دیتے۔ پھر ان دونوں کمانوں کو اکھٹا کھینچ کر ایک تیر چلاتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا کہ ایک کی رضامندی دوسرے کی رضامندی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اس مثال سے نوعِ انساں کو سمجھایا گیا ہے کہ محمدؐ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کی رضامندی ہوتی ہے، 8/17)۔

فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰىؕ ۝۱۰

10-اس طرح اللہ نے اپنے بندے (محمدؐ) کی طرف وہ کچھ وحی کر دیا (جو انسانی رہنمائی کے لئے) وحی کرنا مقصود تھا۔

مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱

11-(چنانچہ وحی کی جس سچائی کو) اس نے دیکھ لیا تھا (یعنی جو اس نے ادراک کرلیا تھا وہ ادراک اس قدر اٹل تھا) کہ اس کے دل نے قطعئی طور پر اسے جھوٹ نہ مانا (اور اس کی تصدیق کر دی کہ جو کچھ اس پر نازل ہو رہا ہے وہ واقعئی وحی ہے)۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾

12- مگر جس (وحی کی سچائی کو) اس نے دیکھا (یعنی اس سچائی کا جو اسے ادراک حاصل ہے وہ تمہاری عقل سے باہر ہے۔ لہٰذا) اس پر تم اُس سے کیوں جھگڑتے ہو۔ (بہتر یہی ہے کہ جو اس پر نازل ہوتا ہے، تم بھی تسلیم کرلو کہ وہ اللہ کی جانب سے وحی ہے)۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾

13- اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے دوسری بار بھی دیکھا (یعنی اسے یعنی محمدؐ کو وحی کی سچائی کا ادراک دوسری مرتبہ بھی ہوا تاکہ اس کا پختہ تر یقین ہو جائے کہ جو کچھ اس پر نازل ہو رہا ہے وہ واقعئی وحی ہے اور مخالفین کی باتیں اس کے یقین کو کمزور نہ کرسکیں)۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾

14- (اور دوسری مرتبہ اسے وحی کی سچائی کا ادراک) سِدرۃ المنتھٰی یعنی بیری کے اس درخت کے پاس ہُوا جو آخری سرے پر واقع ہے،

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾

15- اور جو اُس باغ کے پاس ہے جو آرام گاہ و قیام گاہ بھی ہے (جنت الماوٰی)۔

(نوٹ: اس سورۃ 53 میں آیات 3 اور 4 اگلی آیات 17 تک سمجھنے کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں ان آیات 4-53/3 میں ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے محمدؐ کے مخالفین محمدؐ کے دل میں بھی وسوسے پیدا کرنے کی کوشش میں تھے کہ جو کلام ان پر نازل ہو رہا ہے وہ وحی نہیں ہے۔ چنانچہ ایسے شک و شبے کے احساسات کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے آیات 3 اور 4 میں واضع کر دیا گیا کہ محمدؐ پر نازل ہونے والا کلام لازماً وحی ہی ہے۔ اور اس آگاہی کو بڑے ہی مختلف انداز میں مزید اگلی آیات میں بیان کر دیا گیا کہ محمدؐ کو وحی کی سچائی کا ادراک بار بار ہوا اور انہیں ایسے حقائق کا بھی ادراک ہوا جو عقلِ انسانی کی رسائی سے باہر ہیں۔ چنانچہ آیت 53/18 میں یہ بات مکمل کر دی گئی کہ محمدؐ اپنے رب کے بڑے بڑے حقائق سے آشنا ہوا۔ اسی سلسلے میں آیت 53/14 میں بیری کے درخت کا بھی ذکر ہے یعنی محمدؐ کو وحی کی سچائی کا ادراک سِدرۃ المنتھٰی یعنی بیری کے درخت کے پاس بھی ہوا۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے کہ وہ نبیوں کو مختلف اوقات میں اور مختلف جگھوں میں وحی کی سچائی کا ادراک کرواتا رہتا ہے تاکہ مخالفین کی

سازشیں کامیاب نہ ہوسکیں اور نبی کو ہر لحہ یقین رہے کہ جو کچھ اسے ہدایت اور احکام مل رہے ہیں وہ وحی ہے اور اللہ کی جانب سے ہے۔ اسی لئے موسیٰ کو جس آگ کی جانب سے ندا آئی تھی، 20/11,12 تو اس کے بارے میں مزید کچھ نہیں بتایا گیا۔ ایسے ہی بیری کے اس درخت کے بارے میں مزید نہیں بتایا گیا۔ عالمِ بالا کے بعض حقائق ظاہر کرنے کے لئے غالباً درخت یا کسی بھی محسوس شے کی قربت کا ذکر اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ انسان کو واقعاتی ماحول سمجھنے میں آسانی رہے۔ البتہ بعض مفسرین اسی سورة 53 کی آیات 7 سے 18 تک میں معراج کی رات یا محمدؐ کا براہِ راست اللہ سے ملنا یا ان پر جلوہ حق کا ظاہر ہونا یا جبریل سے ملاقات کا ہونا یا اسے دیکھنا، جیسے واقعات کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان آیات میں براہِ راست ایسی کوئی آگاہی میسر نہیں۔ البتہ اپنے اپنے عقائد کی بنیاد پر ایسی تحقیق تو ممکن ہے درست ہو لیکن قرآن کی مندرجہ بالا آیات میں درج الفاظ اپنے سیاق وسباق کے حوالے سے براہِ راست جو مطالب دیتے ہیں انہیں پیش کر دیا گیا ہے۔ تاہم تحقیق کرنے والے ان آیات پر مزید تحقیق جاری رکھ سکتے ہیں)۔

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾

16-(اور جب محمدؐ کو دوسری مرتبہ وحی کی سچائی کا ادراک ہوا) تو اس وقت جس بیری کے درخت (کے پاس ادراک حاصل ہوا تھا) اس (ماحول) پر جو کچھ چھا رہا تھا وہ چھا رہا تھا۔

(نـــوٹ: یہ انسانی عقل سے باہر ہے کہ اللہ جب نبی کو کوئی آگاہی دیتا ہے یا حقائق سے روشناس کراتا ہے تو وہ کیفیت کیا ہوتی ہے اور وہ حالت کیا ہوتی ہے۔ یہ صرف نبی ہی جان سکتا ہے)۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾

17-(چنانچہ اس کیفیت کا مشاہدہ کرتے ہوئے نبیؐ کی) آنکھ نے کوئی غلطی نہ کی اور نہ حد سے بڑھ کر (ادھر اُدھر بھٹکی اور جس کا مشاہدہ کرنا تھا اسی پر جمی رہی)۔

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾

18-(اور یہ کیفیت جو رسولؐ کے سامنے طاری تھی اس میں) بلاشبہ اس نے اپنے رب کی آیات کبریٰ کا یعنی اپنے رب کے بڑے بڑے حقائق وقوانین کا ادراک حاصل کیا۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾

19-لہٰذا (ان سے کہو کہ ایک طرف یہ دین ہے جو وحی کی سچائی پر مبنی ہے اور اسے وہ رسولؐ پیش کر رہا ہے جو انسانیت کے بلندترین مقام پر فائز ہے اور دوسری طرف تمہارا مسلک ہے جس کی رُو سے تم اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے بتوں کے سامنے جھکتے ہو،) کیا تم نے کبھی لات اور عزی (دیویوں) پر بھی غور کیا ہے؟

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰى ﴿۲۰﴾

20-اور (کیا) اس تیسری ایک اور (دیوی) منات (کی حقیقت پر بھی غور کیا ہے؟ اور پھر تم نے انہیں اللہ کی بیٹیاں بنا رکھا ہے)۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الۡاُنۡثٰى ﴿۲۱﴾

21-تو کیا بیٹے تمہارے لیئے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لیئے ہیں؟ (حالانکہ یہ عقیدہ ہی باطل ہے کہ اللہ کی اولاد ہوتی ہے)۔

تِلۡكَ اِذًا قِسۡمَةٌ ضِيۡزٰى ﴿۲۲﴾

22-(لیکن ویسے بھی غور کرو) کہ یہ تقسیم بجائے خود کس قدر بے ڈھنگی اور دھاندلی پر مبنی ہے۔

اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰىؕ ﴿۲۳﴾

23-(یاد رکھو! ان دیوی دیوتاؤں کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں) کہ یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے اسلاف نے رکھ چھوڑے ہیں، مگر اللہ نے ان کے لیئے کوئی سند نازل نہیں کی۔ (اور حقیقت یہ ہے) کہ یہ لوگ صرف اپنے وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور (اس کا مقصد صرف) اپنی ذاتی خواہشات (کو مطمئن کرنا ہے کہ وہ دیوی دیوتا ان کی مُرادیں پوری کریں گے)۔ لیکن تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ اس کے مقابلہ میں، جو کچھ اے رسولؐ! تم پیش کرتے ہو) وہ ان کے نشو ونما دینے والے کی طرف سے ایسا ضابطۂ ہدایت ہے جو ان کے پاس پہنچ چکا ہے (اور وہ سراسر علم وحقیقت پر مبنی ہے)۔

اَمۡ لِلۡاِنۡسَانِ مَا تَمَنّٰىۖ ﴿۲۴﴾

24-(اور یہ لوگ جو اپنی تمنائیں لیے ادھر اُدھر بھاگے پھرتے اور معبودوں سے التجائیں کرتے پھرتے ہیں تو کبھی انہوں نے اس سچائی پر بھی غور کیا ہے کہ) کیا انسان کو وہ سب کچھ مل جاتا ہے جس کی وہ تمنا کرے؟ (ایسا نہیں ہوتا ہے، اس لیئے اس حقیقت کو تسلیم کر کے بجائے دوسرے معبودوں کے پاس التجائیں کرنے کے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹ جانا چاہیے)۔

فَلِلّٰهِ الۡاٰخِرَةُ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۲۵﴾ ع 1 25 5

25-(کیونکہ انسان کی تمنائیں صرف اللہ ہی پوری کر سکتا ہے) اس لیئے کہ (معاملہ چاہے) آخرت کا ہو یا دنیا کا سب

پر اللہ ہی کا اختیار ہے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾

26-اور کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں (جنہیں ان لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے اور سمجھتے ہیں کہ جب انہیں اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہوگا تو وہ ان کو بچانے کے لئے) ان کے ساتھ آ کھڑے ہونگے، لیکن اس سے تو انہیں کسی شے کا فائدہ نہیں ہوسکتا۔ ایسا صرف، اس کے بعد، اللہ کے حکم کے مطابق (اس کے لئے ہوسکتا ہے) جس کے لئے اللہ مناسب سمجھتا ہوگا اور جس پر اللہ راضی ہوگا (تب یہ فرشتے اس کے ساتھی ہوسکتے ہیں کیونکہ اس نے اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاری ہوگی)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

27- حقیقت یہ ہے کہ (ان کا مسلک ہر لحاظ سے باطل ہے اور حالت یہ ہے کہ) جو لوگ آخرت کو تسلیم نہیں کرتے تو انہوں نے فرشتوں کے نام (جن کو وہ معبود مانتے ہیں) عورتوں جیسے رکھے ہوئے ہیں۔

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ﴿۲۸﴾

28-(اس طرح کے عقیدے حقیقت پر مبنی نہیں ہیں) اور ایسے لوگوں کو اس کا کچھ بھی علم نہیں (کیونکہ ان کے پاس اپنے باطل عقیدے کے حق میں کوئی دلیل نہیں)۔ یہ لوگ صرف اپنے قیاسات کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گمان کسی سچائی کے مقابلہ میں کسی شے کا نفع نہیں دے سکتا۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ﴿۲۹﴾

29- لہٰذا، اے رسول! جن لوگوں نے ہماری تعلیم و آگاہی سے منہ پھیر رکھا ہو اور سوائے دنیا کی زندگی (کے مفادات) کے وہ کچھ اور چاہتے ہی نہ ہوں (اور ان کے سامنے وحی کا بتایا ہوا نصب العین ہی نہ ہو) تو تم بھی ان سے منہ پھیر لو (اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل رہو)۔

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

30-(اور) جن لوگوں کے علم کی آخری حد یہ ہے (کہ انہیں صرف دنیا کے مفادات ہی عزیز ہوں تو وہ نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں)۔ لیکن یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر سمجھنا کہ تمہارے رب کو اس کا پوری طرح سے علم ہے کہ کون ہے جس نے درست راستے کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کر رکھا ہے اور کون ہے جس نے اطمینان بھری درست راہ اختیار کر رکھی ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ﴿۳۱﴾

31-اور (قانون یہ ہے کہ جو شخص جیسا راستہ اختیار کرے گا، اسی کے مطابق، اس کے اعمال کے نتائج مرتب ہوں گے کیونکہ اعمال خود اپنی جزا آپ ہوتے ہیں، 7/147۔ چنانچہ اس کے لئے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے لئے ہے تاکہ (ان ذرائع اور حقائق کے ذریعے) ان لوگوں کو جنہوں نے زندگی کا حسن وتوازن تباہ کر کے بگاڑ وابتری پیدا کرنے کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں، انہیں ان کے اعمال کی جزا دے اور جن لوگوں نے بگاڑ وابتری ختم کر کے زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں تو انہیں ایسی جزا دے جو حسن اور خوشگواریوں پر مبنی ہو۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۧ﴿۳۲﴾

ع 2 7 6

32-(چنانچہ) جو لوگ چھوٹے گناہوں کے علاوہ بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور اللہ کی طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے والی باتوں (فواحش) سے بچتے ہیں، تو حقیقت یہ ہے کہ تمہارے رب کا لغزشوں کے بُرے اثرات دُور کر کے حفاظت میسر کرنا لامحدود وسعت پر مبنی ہے۔ (یاد رکھو کہ) اللہ کو تمہارے بارے میں مکمل علم ہے کیونکہ اُسی نے تمہیں زمین سے نشو ونما دیتے ہوئے بتدریج پروان چڑھایا ہے (انشا)۔ (نہ صرف یہ بلکہ) جب تم اپنی ماؤں کے باطن میں جنین یعنی حمل کی صورت میں تھے (تو تب بھی) تم اس کے علم میں تھے۔ اس لئے تم (اس کے سامنے) مت اپنے آپ کو پاکیزہ وپاک صاف جتایا کرو کیونکہ اسے اس کا مکمل علم ہے کہ کون ہے جسے اپنے اوپر اس قدر قابو ہے کہ وہ اللہ کے ڈر سے اس کے احکام وقوانین کی خلاف ورزی سے بچا رہتا ہے (اور کون ہے جو ایسا نہیں ہے)۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ﴿۳۳﴾

33-(یہ جانچنے کے لئے کہ انسانی ذات کی کس حد تک نشو ونما ہو چکی ہے، بنیادی پیمانہ یہ ہے کہ انسان حقیقی ضرورت مندوں کی نشو ونما کے لئے کس قدر دیتا ہے۔ لیکن) تم ایسے لوگوں کو بھی دیکھو گے (کہ وہ اللہ کے اس وضع کردہ معیار سے) منہ پھیرے رکھتے ہیں۔

وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾

34-اور (وہ نوعِ انساں میں حقیقی ضرورت مندوں کی نشو ونما کے لئے) تھوڑا سا دیتے ہیں اور پھر پتھر کی طرح سخت ہو

جاتے ہیں اور ہاتھ روک لیتے ہیں۔ (روش تو وہ اس قسم کی اختیار کرتے ہیں اور پھر خود ساختہ پیمانے سے اپنے اعمال کو جانچ کر سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے پاکیزہ و پاک صاف ہیں)۔

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾

35-(ان سے پوچھو کہ) کیا ایسے لوگوں کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جس سے انہوں نے دیکھ لیا ہے (کہ ان کا اختیار کردہ پیمانہ ہی صحیح پیمانہ ہے)۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾

36- لیکن کیا انہیں اس کی خبر نہیں دی گئی (کہ جو پیمانہ اس قرآن میں دیا گیا ہے یہ وہی پیمانہ ہے جو مختلف نبیوں کے ذریعے شروع ہی سے انسانوں کو ملتا چلا آیا ہے۔ یہی کچھ) اس کتاب میں (بیان ہوا تھا) جو موسیٰ کو دی گئی تھی۔

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾

37-اور (ایسے ہی پیمانے ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بتلائے گئے تھے)۔ ابراہیم وہ جو وفا کا پیکر تھا (اور جس نے اپنے ہر قول کو پورا کر کے دکھا دیا تھا)۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾

38-(یہ اصول اور پیمانے کیا تھے جو انبیائے سابقہ کو دیے گئے اور جنہیں اب قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ یہ کہ) کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (یعنی یہ ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داری ہے۔ اور انسانی نفس کی نشو و نما اس کے اپنے اعمال ہی سے ہو سکتی ہے، 91/7-9)۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

39-اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے کوشش کی ہوگی (یعنی جس طرح کے اعمال کیے ہوں گے اسی طرح کے نتائج نکلیں گے اور اسی کے مطابق اجر میسر آئے گا، 7/147)۔

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾

40-اور یہ کہ (کسی کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی، اس کا نتیجہ یقیناً سامنے آ کر رہے گا۔ لہٰذا) بہت جلد اس کی کوششیں دیکھ لی جائیں گی۔

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

41-اور یہ کہ (کسی کی محنت کے ثمرہ میں ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا) ایسا بدلہ دیا جائے گا جو

کہ ہر لحاظ سے پورا پورا بدلہ ہوگا۔

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

42-اور (ان اصولوں کے علاوہ، ان سچائیوں کو بھی تسلیم کیے رکھو)۔ یہ کہ (ہر ایک کی) انتہا اپنے رب ہی کی طرف ہے (یعنی ہر ایک لوٹ کر اللہ کی طرف چلے جا رہا ہے)۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾

43-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے (اس لئے کہ خوشیوں اور غموں پر اُسی کا اختیار ہے۔ اِسی لئے التجائیں اور دعائیں صرف اسی کے سامنے پیش کرو)۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

44-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہی موت طاری کرتا ہے اور وہی زندگی عطا کرتا ہے۔

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾

45-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسی نے نر اور مادہ دو (قسموں کو) جوڑوں کے طور پر تخلیق کیا۔

مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾

46-(اور انسانی نسل کی پیدائش) مادۂ تولید کے ٹپکانے سے ہوتی ہے۔

وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾

47-اور یہ کہ (جب انسان مرجاتا ہے) تو یہ اسی پر ہے کہ وہ اسے دوبارہ زندگی سے آراستہ کردے گا۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾

48-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اُسی نے (انسانوں میں سے انسانوں کو) غنی کردیا اور وہ وہی کچھ دیتا ہے جس سے انسان کو سکون اور اطمینان حاصل ہوجائے اور اس طرح وہ راضی ہوجائے (اقنٰی)۔

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

49-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہی شِعریٰ ستارے کی نشو ونما کرنے والا ہے (اس لئے اپنی نشو ونما کے لئے دعائیں اس اللہ سے مانگو نہ کہ ستارے کو معبود مان کر اس سے التجائیں کرو)۔

(نــوٹ: شِعریٰ آسمان کا بہت روشن ستارہ ہے جسے انگریزی میں ڈاگ سٹار بھی کہتے ہیں۔ یہ سورج سے تقریباً 23 گنا زیادہ روشن نظر آتا ہے اور زمین سے اس کا فاصلہ آٹھ نوری سال سے زیادہ ہے۔ مصر والے اس کی پرستش کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے

کہ جب یہ طلوع ہوتا ہے تو دریائے نیل کا فیضان شروع ہوتا ہے اور یوں یہ عرب کے معبودوں میں بھی شامل ہو چکا تھا۔لیکن اگر شِعْری کو شَعَرَ سے مصدر مانا جائے تو اس کے معنی عقل وشعور کے ہوں گے۔اس لحاظ سے اس آیت کا مطلب یوں بنے گا: ''اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وہی (اللہ) ہے جو عقل وشعور کی پرورش کرنے والا ہے'')۔

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨ الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾

50-(چنانچہ یہی وہ عقل وشعور ہے جس کی بناء پر انسان، اپنے تمام اعمال کا ذمہ دار قرار پاتا ہے اور انہی کے نتائج کے مطابق افراد اور اقوام کی زندگی کا مقام طے ہوتا ہے)۔اور حقیقت یہ ہے کہ (اسی قانون کے مطابق) اُس نے قومِ عاد اول کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾

51-اور (اسی قانون کے مطابق) قومِ ثمود کو (ایسا مٹا دیا کہ ان میں سے) اس نے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾

52-اور ان سے بھی پہلے قومِ نُوح (کو تباہ کر کے رکھ دیا گیا) کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ اُس قوم کے لوگ حقوق کم کر کے یا حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرنے کے مُجرم تھے اور بہت سرکش تھے۔

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾

53-بہر حال، وہ بستیاں یعنی وہ اقوام (جو صحیح راہ پر قائم نہ رہیں اور غلط راستے پر چل پڑیں) تو انہیں بُری طرح تباہ کر دیا گیا اور ان کی بستیوں کو ویران کر دیا گیا۔

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾

54-اور (یہ تباہی اس طرح ہوئی کہ اُن کے اعمال کے نتائج) ان پر چاروں طرف سے چھا گئے اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

55-لہٰذا (اُن گزری ہوئی قوموں کی سرگزشت کے شواہد کی روشنی میں ان لوگوں سے پوچھو کہ) تم اپنے نشوونما دینے والے کی کون کونسی قوت کے متعلق شک کر کے (اسے جھٹلاتے رہو گے اور جھگڑا کرتے رہو گے)۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾

56-چنانچہ (اے نوعِ انساں) یہ ہیں غلط اعمال کے خوفناک نتائج جن سے تمہیں یہ رسول آگاہ کرتا ہے۔اسی طرح آگاہ

کرتا ہے جس طرح گزری ہوئی قوموں کے رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو آگاہ کیا تھا۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

57-(لہٰذا، جو یہ سمجھتے ہیں کہ زیادتی و بے انصافی کرتے جاؤ اور اللہ کے احکام کے خلاف چلتے جاؤ اور جب ہلاکت کی گھڑی آئے گی تو دیکھا جائے گا تو ان سے کہو کہ اگر تمہارے غلط اعمال جاری رہے تو جس ہلاکت کی گھڑی کے بارے میں تنبیہ کی جاتی ہے تو وہ) آئی سو آئی اور (سمجھو) کہ وہ (تمہارے) سر پر آ پہنچی ہے۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

58-(یاد رکھو کہ جب تباہی طاری ہو گی تو پھر) اسے سوائے اللہ کے کوئی دُور نہیں کر سکے گا۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾

59-(چنانچہ ان سے پوچھو کہ کیا) تم اب بھی اس بات سے تعجب کرتے ہو جو تم سے کہی جا رہی ہے (اور اس پر یقین نہیں کرتے کہ ایسا ہو کر رہے گا)۔

وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

60-اور تم ہنستے ہو (ان پر) اور روتے نہیں ہو! (حالانکہ اگر تم غور کرو تو یہ رونے کا مقام ہے ہنسنے کا نہیں ہے)۔

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾

61-(یہی وجہ ہے کہ تم بدستور سرکشی اختیار کیے جا رہے ہو اور اپنی روش میں تبدیلی نہیں کرتے) اور تم نے (زندگی کو) مذاق سمجھ رکھا ہے۔

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۩ ﴿۶۲﴾ ع

ع 3 30 7 — السجدۃ 12

62-لہٰذا (ایسا نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے کہ) تم اللہ کے لئے سجدہ کرو یعنی تم اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو اور اللہ کی غلامی اختیار کر لو۔